RAFEEQ-E-HAYAAT

رفیقِ حیات



***Love isn't something you find.
Love is something that finds you.***

Prince of HEARTS

پرنس آف ہارٹس

Dr. Syed Bilal Armaan

ڈاکٹر سید بلال ارمان

رفیقِ حیات



(ناول)

Love isn't something you find.
Love is something that finds you.

پرنس آف ہارٹس

ڈاکٹر سید بلال ارمان

نازبک سپلائی کمپنی، دریاگنج، نئی دھلی۔

نامِ کتاب: رفیقِ حیات (ناول)

ناول نگار : پرنس آف ہارٹس ڈاکٹر سید بلال ارمان

ترتیب: رُخ چودھری

ناشر : ناز بک سپلائی کمپنی، دریاگنج، نئی دھلی۔

نوٹ : اس ناول کے سبھی کردار، واقعات اور حادثات فرضی ہیں۔ اس کا حقیقی نام یا کسی زندہ یا مردہ شخص یا کسی جگہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کسی طرح کی مطابقت ہوتی ہے تو اُسے محض اتفاق سمجھا جائے گا۔

ناشر

ناز بک سپلائی کمپنی، دریاگنج، نئی دھلی۔

تم دل کو لئے بیٹھے ہو

عشق نسلیں اُجاڑ دیتا ہے

" ماشاء اللہ! کتنا پیارا سماں ہے ناں۔۔۔ ہریالی پر رینگتی بیر بہوٹیاں، اُونچائی سے گرتا آبشار، پھولوں پر تتلیوں کا جھرمٹ، درختوں چہچہاتے پرندے، پہاڑوں پر جمتی برف، اور مشرق سے چلنے والے ہوا کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے، اور اُس پر موسم کی یہ قاتل ادائیں۔" وہ موسم کا لطف لیتے ہوئے نوشین سے کہے جا رہی تھی۔

"ہاں! ونیزہ سچ کہہ رہی ہو، لیکن یار ایک بات تو تم بھول ہی گئیں۔"

"وہ کیا؟" وہ تعجب سے نوشین کی طرف دیکھنے لگی۔

"مختلف پھلوں سے آتی ہوئی بھینی بھینی خوشبو۔"نوشین مسکرائے جا رہی تھی۔

"کتنے صدیوں کی بھوکی ہو، ہمیشہ کھانے کی بات،۔۔ ویسے نوشین ایک چیز ہے جسے میں کبھی بھی بھول نہیں سکتی۔"

"ہاں! جانتی ہوں، وہی تمہارا ارحان ناں..... جو کبھی تمہارا نہیں ہو سکتا۔"نوشین نے منھ بناتے ہوئے کہا۔

" نوشین! ارحان صرف اور صرف میرے ہیں، میں بنی ہی اُنہی کے لئے ہوں۔ اگر دوبارہ ایسی منحوس بات کی ناں تو میں بھول جاؤں گی کہ تم میری سب سے عزیز دوست ہو۔" ونیزہ نے غصہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ونیزہ! تم جانتی ہو کہ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے؟ اُس کو نہ تمہاری پرواہ ہے اور نہ ہی تمہاری محبت کی۔ اس لئے اُس بے وفا کے لئے پاگل مت بنو۔" وہ ونیزہ کو مستقبل سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

" میں جانتی ہوں، دل پر کسی کا زور نہیں چلتا، وہ جس سے چاہے محبت کرے، میں دعا بھی کرتی ہوں کہ اُن کی محبت اُنہیں مل جائے، اور اگر اُن کی محبت اُنہیں نہیں ملی تو سمجھ لینا کہ وہ محبت نہیں صرف پسند تھی۔ مجھے پورا پورا یقین ہے کہ ارحان محبت تو صرف اور صرف مجھ سے ہی کرتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ اُنہیں ابھی تک اس بات کا احساس نہیں ہے، اگر وہ اپنی محبت کو حاصل کرنے میں ناکام رہے تو پھر میں اُن پر کسی کی نظر پڑھنے بھی نہیں دوں گی، وہ صرف اور صرف میرے ہی ہوں گے۔" وہ اطمینان سے کہہ جا رہی تھی۔

"عجیب زبردستی ہے تمہاری؟"

"ہاں وہ تو ہے۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض؟"

"تم ارحان کو حاصل کرنے لئے کیا کر سکتی ہو؟"

"میں ارحان کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان دے بھی سکتی ہوں اور.......؟"

"اور......؟"

"کچھ نہیں یار...."

"ونیزہ! تم اُنہیں احساس کیوں نہیں دلاتی کہ تم اُس سے کتنی محبت کرتی ہو؟"

"اُس سے۔۔۔؟ نوشین تم بہت ہی بے ادب ہوتی جارہی ہو، ادب کے ساتھ نام لو، اُس سے نہیں اُن سے کہو۔" ونیزہ کو پھر سے غصہ آگیا۔

"او، کے۔۔۔ تم اُنہیں احساس کیوں نہیں دلاتی کہ تم اُن سے کتنی محبت کرتی ہو؟"

"یاد رکھو، نوشین! اپنوں کو جب کسی بات کا احساس دلانے کی نوبت آجائے تو وہ اپنے نہیں رہتے۔"

"اپنوں میں۔۔۔؟ وہ جو تمہیں کوئی اہمیت ہی نہیں دیتا، وہ کب سے اپنوں میں ہونے لگا؟"

"نوشین! بھلے ہی وہ مجھے اہمیت نہ دیں، پر وہ محبت تو مجھ سے ہی کرتے یں، ویسے بھی وہ تو میری اپنی فیملی کے ممبر ہیں، اگر تم اُنہیں میری محبت کے طور پر قبول نہ کرو تو نہ سہی لیکن اُنہیں میرے کزن کے طور پر تو انکار بھی نہیں کر سکتی۔" وہ مسکرائے جارہی تھی کہ ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔

"ونیزہ! تمہاری محبت کے قصوں میں کہیں برسات مجھے بھی نہ بہالے جائے۔ چلو، اُس جھونپڑی میں چلتے ہیں۔ بارش تیز ہو رہی ہے۔" وہ دونوں جھونپڑی کی سمت دوڑنے لگے۔

میں کیوں کروں محبت کسی سے میں تو غریب ہوں
لوگ بکتے ہیں اور خریدنا میرے بس میں نہیں۔۔

ارحان، جو اپنے گھر میں ہی نہیں بلکہ تمام دوست واحباب کے نزدیک بھی بڑا ہی معزز نام تھا۔ پورے خاندان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو ارحان کو نہ چاہتا ہو۔ ارحان کے گھر، وہ اور اُس کی ماں دو ہی افراد رہتے ہیں۔ ایک چھوٹی بہن بھی ہے، صوفیہ، اس کی شادی ہو چکی ہے۔

ارحان، جو اپنی کزن سے محبت کرتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُسے کبھی نہیں ملے گی۔ اُس کزن کی بہن ونیزہ جو ارحان سے بے انتہا محبت کرتی ہے اور ارحان اس سے بالکل بے خبر ہے۔

ارحان کسی شہر میں رہتا اور ونیزہ کسی اور شہر میں رہتی، دونوں شہروں کے درمیان کم از کم 150 کلو میٹر کا فاصلہ تھا۔ جب کبھی سالانہ تعطلات ملتے تو وہ گاؤں میں آجاتے، چھٹیاں بتانے کے لئے۔

ارحان اور ونیزہ کے بچپن کی بات ہے کہ وہ جب چھوٹے تھے، ارحان شاید آٹھ برس کا رہا ہو گا اور ونیزہ تین سال کی، جب اُس نے کھیل کھیل میں ونیزہ کو اپنی دلہن بنایا، اپنے ہاتھوں سے اُسے سجایا، یہ دیکھ کر ارحان کے والد اور دادا نے ونیزہ کو ارحان کے لئے منتخب کر دیا۔

بچپن سے ونیزہ، ارحان کا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑتے آئی تھی۔ عمر کے کسی موڑ پر جب ارحان کو ونیزہ کی بہن سے محبت ہو گئی تو ونیزہ نے اپنی محبت سب سے چھپالی، لیکن وہ کسی بھی قیمت پر ارحان کو کسی اور کا ہونے نہیں دیتی تھی۔ وہ ارحان سے اتنی محبت کرتی تھی کی کوئی ارحان کی ذرا سی بھی برائی کرتا تو اس سے لڑ جاتی۔

ونیزہ، ایک زندہ دل، ہونہار اور بے باک لڑکی تھی۔ اللہ کے علاوہ وہ کسی سے قطعی بھی نہیں ڈرتی تھی۔ صبر، اخلاق، حوصلہ، علم، اُسے اپنے بابا سے ملا تھا۔

"آپ انٹی کے ساتھ گاؤں آئیں، انجوائے کرنا تھا ناں، مجھے کال کر کے کیوں بلایا، بور ہونے کے لئے۔"

" آپ سے کوئی بور ہوا تھا کیا؟ ویسے بھی آنٹی مجھے یہاں نہیں لائیں، بلکہ آنٹی میرے گھر آئیں تھیں، اپنی بہن یعنی میری امی سے ملنے، اُنہوں نے کہا کہ دو دن گاؤں میں رہ کر اپنے شہر لوٹ جاؤں گی۔ گاؤں کا نام سنتے ہی مجھے آپ سے وابسطہ ساری باتیں اور اپنا بچپن یاد آگیا۔ امی سے ضد کر کے میں یہاں آگئی کیونکہ مجھے آپ سے ملنا تھا، یہاں آتے ہی اس یقین کے ساتھ آپ کو کال کیا کہ آپ ضرور آئیں گے، اور دیکھو آپ آگئے۔ مجھے بے انتہا خوشی ہو رہی ہے۔" وہ کچھ زیادہ ہی خوش نظر آرہی تھی۔

"آپ مجھ سے ملنا چاہتی تھیں، کیوں؟" ارحان نے تفصیل سن کر سوال داغا۔
"کیوں کہ آپ سے کچھ اہم بات کرنی تھی، وعدہ کیجیے کہ آپ میری بات سن کر ناراض نہیں ہونگے۔"
"ٹھیک ہے، وعدہ رہا، اب بولو بھی۔" اُس کے چہرے پر بے چینی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔
" آئی، لو، یو (*I Love You*) " اُس نے بلا جھجک کہہ دیا، اُس کی نظریں نیچے جھکی ہوئی تھیں۔
"کیا؟ کیا کہا آپ نے، ذرا میری جانب دیکھ کر تو بولو۔" 440 ولٹ کا جھٹکا لگنے کے بعد اُس نے شاید تصدیق چاہی۔
"ہاں! میں آپ سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔" اُس نے ہمت کر کے ارحان کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی۔
"ونیزہ! آپ کو پتا ہے ناں کہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں۔ میرے آبا جان نے آپ کو میرے لئے منتخب کیا تھا، اسی لئے میں نے آپ سے کئی مرتبہ پوچھا بھی تھا شادی کے لئے، لیکن آپ نے ہر بار مجھے انکار کر دیا۔ اسی لئے اپنی محبت کا اظہار اُن سے کر دیا جن سے میں محبت کرتا ہوں، اگر آپ تبھی اقرار کر لیتی تو شاید میں اُن سے کبھی اپنی محبت کا اقرار نہیں کرتا۔" ارحان نے صفائی پیش کی۔
"جب آپ مجھ سے پوچھتے تھے ناں کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ شادی کرو گی مجھ سے۔ یقین مانیئے اتنا سکون ملتا تھا کہ بتا بھی نہیں سکتی، اُس سے زیادہ سکون تو انکار کر کے آپ کو ستانے میں ملتا تھا۔ میرا ستانا مجھے اتنا مہنگا پڑے گا کبھی سوچا نہ تھا۔ آپ نے میرے ہی سامنے میری بہن سے اپنی محبت کا اقرار کیا، اُس وقت میرے ہونٹوں پر ایک بناوٹی مسکراہٹ ضرور تھی لیکن دل زار و قطار رویا تھا، اُس دن میں نے محسوس کیا کہ میں آپ کو کھو رہی ہوں، میں نے بھی دعا مانگ لی کہ آپ اُس کو ملیں جو آپ سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ آپ کو بھی یقین ہے کہ آپ کی محبت آپ کو نہیں ملے گی۔"
"لیکن اب اقرار کا کیا فائدہ؟" اُس نے بات کو مختصر کر کے پوچھا۔
"فائدہ یہ ہے کہ اب آپ صرف میرے ہو۔ میرے علاوہ آپ کسی اور کے نہیں ہو سکتے۔"
"زبردستی ہے کیا؟"
"ہاں! زبردستی ہی ہے۔ میری زندگی کا مقصد اب سے صرف اور صرف آپ کو حاصل کرنا ہی ہے، میں آپ کو حاصل کر کے ہی رہوں گی، چاہے کچھ بھی ہو جائے، ان شاء اللہ۔"

"آپ پاگل ہو چکی ہو۔"

"ہاں! آپ کی محبت میں پاگل ہو چکی ہوں۔ ایک بار آئی، لو، یو بول دوناں، پلیز۔"

"یہ الفاظ خیرات میں دینے کے لئے ہیں کیا؟" وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا میں اتنی بدنصیب ہوں کہ مجھے خیرات میں بھی یہ الفاظ نہیں ملیں گے؟" ونیزہ کے یہ الفاظ بھی ارحان کے پیچھے پیچھے باہر تک گئے، جس کی وجہ سے ارحان واپس پیچھے پلٹ آیا اور ونیزہ کے بالکل قریب ہو کر سرگوشی کرنے لگا۔

"ہر کسی پہ بک جانے کو تیار نہیں

یہ میرا دل ہے تیرے شہر کا اخبار نہیں"

"ہمارے شہر سے تو کوئی اخبار نکلتا ہی نہیں۔ ہی، ہی، ہی" وہ قہقہہ مار رہی تھی۔

"کیوں، آپ کے شہر میں اَن پڑھ لوگ ہیں کیا؟"

"ہمارے شہر میں محبت والے لوگ ہیں۔ آپ کیا سمجھے شعر بولنا آپ ہی کو آتا ہے، لیجیے میرے اس شعر کو سمجھیے۔"

جیسے "تم" میں دو نقطے ہیں

ایسے میرے ہو جاؤنہ۔۔

" مطلب آپ اس ٹاپک سے ہٹو گی نہیں۔" وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

"جس دن آپ سے محبت ختم ہو جائے گی، اُس دم میں بھی ختم اور یہ ٹاپک بھی۔" وہ مسکراتا ہوا چلا گیا۔

اُسی رات ارحان کو دردِ سر شروع ہوا، درد پر قابو پانا مشکل سا ہو گیا تھا۔ وہ شہر سے اپنے ساتھ دوائیاں لانا بھی بھول گیا۔ تھا۔ ایک کمرے میں جہاں بچے سو رہے تھے، وہ بھی وہیں چلا گیا اور درد کی شدت سے پلنگ پر لوٹنے لگا، ونیزہ اُسے بے چین دیکھ کر فوراً کمرے میں آ گئی۔ ونیزہ نے اُس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اُس کا سر دبانے لگی جس سے ارحان کو کافی راحت سی ملی۔ ارحان کے دل میں آ رہا تھا کہ کبھی دن نہ ہو، ونیزہ کے آغوش میں ہی موت آ جائے۔

مجھے سنبھالنے میں اتنی احتیاط نہ کر
بکھر نہ جاؤں کہیں میں تیری حفاظت میں

ونیزہ! بھی اُس رات خود کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی تھی کہ ایسی سینکڑوں لڑکیاں ہیں جو چاہتی تھیں کہ ارحان اُن کی آغوش میں رہے۔ لیکن اُن کا یہ ارمان اُن کے دل میں ہی رہ گیا۔

ارحان زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کی گود میں سر رکھ کر سویا تھا، اور لڑکی بھی وہ ارحان سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ ونیزہ شاید کبھی اتنی خوش نہیں تھی جتنی کہ آج تھی کیونکہ اُس کی کائنات اُس کی گود میں تھی۔ اُس دن کو تو اُس نے اپنی شادی والے دن سے تعبیر کر لیا۔ لیکن کہتے ہیں ناں کہ خوشیاں زیادہ دیر نہیں رہتی۔ یہی ان کے ساتھ بھی ہوا۔ پتا ہی نہیں چلا کہ کب رات کے پہر ختم ہو گئے اور صبح ہونے کو آئی۔

اگلے دن بھی وہ دونوں ساتھ ساتھ تھے، جب ارحان، ونیزہ کے ساتھ ہوتا تو ونیزہ کو کسی چیز کی کمی نہ لگتی۔

"سنو! ونیزہ، یہ محبت کا خیال دل سے نکال دو، ورنہ سانس لینا بھی دشوار ہو جائے گا۔"

مجھ سے ملنے کے نہ جب کوئی وسیلے ہوں گے
ہر گھڑی یاد میں آنچل تیرے گیلے ہوں گے

" سوئیٹ ہارٹ، آپ ہمیشہ اپنا خیال رکھئیے۔ میری فکر مت کیجیے، میں صرف آپ کی ہی ہوں، اگر ایسا نہیں ہوا تو میں بھی دیکھتی ہوں میری زندگی میں کون آتا ہے۔"

" ونیزہ! آپ سمجھتی کیوں نہیں کہ میں آپ سے محبت نہیں کرتا۔"

"مت کیجیے محبت، پر یاد رکھو کبھی نہ کبھی آپ کو آئی، لو، یو ضرور بولنے لگواؤں گی۔" خود اعتمادی جھلک رہی تھی ونیزہ کی باتوں سے۔

" دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟" اُس نے مختصر سا جواب دیا۔

دن سارا باغ میں گزار کر کچھ یادیں جمع کر لی اُنہوں نے۔ عصر کے بعد وہ لوگ اپنے اپنے شہر چلے گئے۔

وہ مطلب سے ملتا تھا

مجھے ملنے سے مطلب تھا

عمر کے کسی موڑ پر ارحان کو کوئی دماغی بیماری لگ گئی۔ اُن ہی دنوں اُس لڑکی کی بھی کسی سے شادی ہو گئی جسے ارحان بے انتہا چاہتا تھا۔ اب ونیزہ، ارحان کو کسی اور کا ہونے نہیں دینا چاہتی تھی۔ اُس کے بعد ارحان ہاسپتال میں زیرِ علاج رہا۔ ونیزہ اُس کا انتظار کرتے دن کاٹ رہی تھی۔ وقت کے پر لگ گئے، وقت بہت تیزی سے اپنا سفر طے کر رہا تھا، پتا ہی نہیں چلا کہ کب دن، مہینوں اور برسوں میں تبدیل ہو گئے۔

ارحان کہیں نہ کہیں ونیزہ کے گھر والوں سے ناراض تھا، اور کیوں نہ ہو اُس کی محبت کھو جو گئی تھی۔ انسان محبت میں یہ نہیں سوچتا کہ سامنے والا کیا سوچ رہا ہے، اُسے صرف اپنی بات ہی صحیح لگنے لگتی ہے۔

اس ناراضگی کے سبب وہ ونیزہ کے گھر والوں سے بات بھی نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ ونیزہ جو اُس کے بچپن کی دوست تھی اُس سے بھی تعلق ترک کئے ہوئے تھا۔

ہر ظلم ترا یاد ہے، بھولا تو نہیں ہوں
اے وعدہ فراموش میں تجھ سا تو نہیں ہوں

ساحل پہ کھڑے ہو تمہیں کیا غم، چلے جانا
میں ڈوب رہا ہوں، ابھی ڈوبا تو نہیں ہوں

چپ چاپ سہی مصلحتاً وقت کے ہاتھوں
مجبور سہی وقت سے ہارا تو نہیں ہوں

مضطر کیوں مجھے دیکھتا رہتا ہے زمانہ
دیوانہ سہی، اُن کا تماشا تو نہیں ہوں۔

" ہو گیا آپ کا غزل سننا۔" غزل کے اختتام پر وہ ایک بیاگ لیکر کمرے میں داخل ہوئی۔

"السلام و علیکم! شازیہ آپ کب آئیں؟" وہ تعجب سے شازیہ کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

" و علیکم السلام، جب آپ آفتاب مضطر صاحب کے کلام میں کھوئے ہوئے تھے۔ پوری غزل دروازے میں سے سنی پڑی، آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"سوری! غزل ہے ہی ایسی چیز جو بغور سنے اُسی میں محو ہو جائے۔ خیر! شازیہ آپ کو یہ کس نے بتایا کہ میں ہاسپتال میں ایڈمیٹ ہوں؟"

"ہم محبت کرنے والے ہیں، کہیں سے بھی اپنے محبوب کا پتا نکال لیتے ہیں۔" وہ مذاق کے موڈ میں تھی۔

"شازیہ! پلیز آئندہ سے میرے سامنے اس محبت کا لفظ کا استعمال مت کرنا۔" اُسے غصہ آگیا۔

"اہو، سوری۔۔۔ کیا ہوا ارحان آپ کو؟" وہ بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"مجھے لفظ محبت سے نفرت ہونے لگی ہے۔"

"ارحان! حقیقت تو یہ بھی ہے کہ جو محبت سچی ہوتی ہے وہ مل نہیں پاتی۔ جیسے لیلہ مجنوں، شیریں فرہاد، ارحان شازیہ۔" اُس نے چور نظروں سے ارحان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شازیہ! آپ نہیں سدھروگی۔ اگر میں آپ سے محبت کرتا تو ضرور آپ کو حاصل بھی کر لیتا۔"

"لیکن میں تو آپ سے محبت کرتی ہوں ناں، اور دیکھو محض آپ سے ملنے کے لئے آگئی۔ بنا کسی مطلب کے ہم پاگل ہوتے رہتے، آپ تو نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ہماری طرف۔"

"شازیہ پلیز، ویسے ہی میرا موڈ بہت خراب ہے۔"

"اچھا چلو، کوئی اور بات کرتے ہیں۔ یہ بتایئے کہ آپ ٹھیک کب تک ہونے والے ہیں؟"

"میرے بس اگر ہوتا تو ابھی ٹھیک ہو جاتا۔ دعا کیجیے کہ جلد سے جلد ٹھیک ہو جاؤں۔"

"ابو سے ملنا چاہو گے؟"

"ہاں! کہاں ہیں وہ؟"

"میرے ساتھ ہی آئے ہیں، باہر بیٹھے ہیں، آپ کی اجازت ہو تو بلاؤں۔"

"شازیہ! آپ پاگل ہو کیا؟ انکل کو باہر بیٹھا کر آ گئیں۔ جاؤ! اُنہیں فوراً لے آؤ۔" وہ مسکراتے ہوئے باہر گئیں اور ایک آدمی کے ساتھ وارڈ میں داخل ہوئیں۔

"السلام و علیکم، انکل۔" ارحان نے اُنہیں دیکھتے ہی سلام کیا۔

"و علیکم السلام، خیریت سے ہو بیٹے؟"

"الحمد للہ، میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہو انکل؟"

"الحمد للہ، میں بھی ٹھیک ہوں بیٹے۔ آپ کی بیماری کے بارے میں جان کر دکھ ہوا۔" وہ کچھ افسردہ ہو گئے۔

"انکل! یہ چھوٹے موٹے ٹیومر ہیں۔ اللہ کی اذن کی بنا کوئی بھی مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔"

"لیکن آپ کے یہ امتحانات کب ختم ہوں گے؟ اپنی محبت کھونے کے بعد دوسری بڑی آفت آپ پر ٹوٹی ہے۔ کیسا برداشت کر لیتے ہو یہ سب؟" اُنہیں شاید ارحان کی ہر تکلیف کا احساس تھا۔

"انکل، یہ سب تو معمولی ہیں۔ لائٹ لینا ان سب باتوں کو۔" اُس نے باتوں کا رخ بدلنے کی کوشش کی۔

"بیٹے! یہ کبھی نہ سمجھنا کہ آپ تنہا ہو، ہم سب ہیں آپ کے ساتھ۔ آپ کی محبت کے کھو جانے کے بعد شازیہ چاہتی تھی کہ آپ اس سے شادی کرو۔ لیکن یہ بھی سنا کہ آپ کے دل سے وہ لڑکی نکل نہیں پا رہی ہے تو آپ کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔ شازیہ کے لئے ایک رشتہ آیا ہے، میری بہن کے شوہر کے دوست کا لڑکا ہے۔ پیشے سے میکانیکل انجینیر ہے۔ سعودی عرب میں ملازمت ہے۔ میں اور شازیہ چاہتے ہیں کہ آپ شازیہ کے لئے لڑکے کا انتخاب کریں، اس لڑکے سے آپ بات کر کے فیصلہ کریں کہ یہ لڑکا شازیہ کے لئے ٹھیک رہے گا یا نہیں؟ ہم پر آپ کا احسان ہو گا۔" وہ ایک تصویر اور بائیو ڈاٹا ارحان کو دیتے ہوئے کہنے لگے۔

"انکل، آپ عمر اور تجربے میں مجھ سے برتر ہیں۔ آپ ہی صحیح فیصلہ لے سکتے ہیں۔"

"بے شک عمر اور تجربہ ہی ہے میرے پاس لیکن علم نہیں ہے۔ آپ شہر کے حاکم کے طور پر مانے جاتے ہو، میں نے آپ کے سوا کسی عالم کو علم پر پابند نہیں دیکھا۔"

"میں عالم تو نہیں ہوں۔"

"ہم جانتے ہیں کہ آپ کیا ہو؟ ہمیں معاف کر دینا کہ آپ کی ایسی حالت میں بھی ہم آپ کو کام لگا رہے ہیں۔" اُن کے آنکھوں میں ہلکی سی نمی آگئی۔

"ان شاء اللہ، انکل میں کوشش کرتا ہوں۔"

"بیٹے! میرا یقین کہتا ہے کہ آپ کو کوئی لاجواب لڑکی ملے گی، جو آپ کی رفیقِ حیات بنے گی، ان شاء اللہ بہت جلد وہ آپ کی زندگی میں آجائے گی اور پھر آپ کی ساری تکلیفیں اپنے آپ پر لے لیں گی اور آپ کو کبھی کوئی دکھ نہیں ہونے دیں گی، اور وہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرنے والی ہوں گی۔" وہ جیسے پیشنگوئی دے رہے تھے۔

"انکل، آپ نے علم نجوم تو نہیں سیکھا ناں؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"لعنت ہو نجومیوں پر۔ میں تو آپ کی قربانیوں اور امتحانات کا نتیجہ بتا رہا تھا۔" اُنہوں نے صفائی دے دی۔

"آپ لوگ باتیں ہی کروگے یا کھانا بھی کھائیں گے۔" شازیہ موقع دیکھ کر بول پڑی۔

"ہاں! شازیہ تم کھانا نکالو، میں فرش ہو کر آتا ہوں۔" وہ اُٹھ کر چلے گئے، تو شازیہ کھانا نکالنے لگی، ارحان اُس لڑکے کی تصویر اور بائیو ڈاٹا دیکھنے لگا۔

کھانے کے بعد کچھ اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ شازیہ نے ارحان کو ایک بیاگ دیا جس میں ارحان کے لئے کئی سارے تحفے تھے۔ شام کا وقت تھا کہ وہ لوگ ارحان کو دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

زندگی اور موت کا مطلب

تم کو پانا اور تم کو کھونا

"ونیزہ! تم اُس سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی؟" وہ ونیزہ کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔
"باجی! مجھے صرف اور صرف ارحان سے ہی شادی کرنی ہے۔ میں اُن ہی سے محبت کرتی ہوں اور اُنہی سے شادی کروں گی، ان شاء اللہ۔"
"ونیزہ! پاگل مت بنو، اُس غلیظ لڑکے کے لئے اپنی زندگی داؤ پہ مت لگاؤ۔"
"باجی! وہ تو آپ کے بہت اچھے دوست تھے۔ آپ اُن کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتی تھیں، آج وہ اتنے برے کیوں لگنے لگے۔"
"وہ میری نادانی تھی، اسی لئے تو تمہیں اُس زہریلے سانپ سے بچانے کی کوشش کر رہی ہوں۔"
"باجی! بس بہت ہو چکا، اب اگر ایک بھی لفظ اُن کے خلاف کہا نہ تو میں زندگی بھر آپ سے بات نہیں کروں گی۔"
"ونیزہ! بالکل صحیح کہہ رہی ہیں باجی، اُس ارحان کے پاس ہے ہی کیا جو تم اتنا مر رہی ہو۔" کسی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"نوشین، تم میری بہت اچھی دوست ہو، اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم میرے ذاتی معاملات میں دخل دو، اور باجی کے سُر میں سُر ملاؤ۔" وہ نوشین پر بھی برس پڑی۔
"ونیزہ! سچ میں تمہاری عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ آنکھوں سے بینائی بھی جا چکی ہے، تمہیں کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہے۔" وہ بھی جوش بھی بول پڑی۔
"اچھا، تمہارے اور عمران بھائی کے مسائل صاف ہوئے تو مجھے سنا رہی ہو۔" ونیزہ نے پلٹ کر جواب دیا تو وہ وہاں سے روتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔
"تم ذرا باہر جاؤ سعدیہ، میں ونیزہ سے بات کرتا ہوں۔" ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔
"جی بھیا!" سعدیہ کے باہر جاتے ہی اُس نے دروازے بند کر کے لاک کر دیا۔
"ونیزہ! یہ کیا بچپنا ہے، امی، بابا اور ہم سب کو ناراض کر کے تمہیں کیا ملے گا؟"
"بھیا! میں معافی چاہتی ہوں، کسی کو مجھ سے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ شاید میری موت ہی سب کے لئے سکون کا باعث ہو گی۔" اُس کے آنسو جاری ہو گئے۔

"ونیزہ! تم سمجھ نہیں رہی ہو۔ امی بابا ہمارے لئے کبھی غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم چُپ چاپ، امی بابا کی پسند کئے ہوئے لڑکے سے شادی کر لو۔"

"بھیا! آپ میرے بھائی ہی نہیں بلکہ میرے بہت اچھے دوست بھی ہو۔ بھیا! آپ سے میں نے کبھی کچھ بھی نہیں مانگا۔ اگر آپ میرا ارحان مجھے نہیں دے سکتے تو کوئی بات نہیں لیکن مجھ سے ارحان کو دور کرنے کا سبب تو نہ بنو۔"

"لیکن وہ مجھے ذرا بھی پسند نہیں ہے۔"

"بھیا! مجھے تو وہ بہت بہت پسند ہے۔"

"لیکن تم اُس سے شادی نہیں کر سکتی۔"

"بھیا! شادی تو میں ارحان سے ہی کروں گی، ورنہ مر جاؤں گی لیکن کسی اور سے قطعی بھی شادی نہیں کروں گی۔"

"ونیزہ! یہ تمہاری فالتو کی ضد ہے۔ میں اس ذلیل ارحان کو جان سے مار دوں گا۔" اُسے غصہ آ گیا۔

"بھیا! میں نے اُن سے محبت کی ہے۔ مجھے جان سے مار دیجیے، میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

"ونیزہ! تم بالکل پاگل ہو چکی ہو۔"

"جی ہاں بھیا! اسی لئے کہہ رہی ہوں یا تو مجھے ارحان دلوا دو یا پھر مجھے جان سے مار دو۔"

"امی، بابا نے جس لڑکے کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے اُس کا کیا؟"

"بھیا! ہم اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو ہم کسی اور کے ہو کے بھی کسی کے ہو نہ پائیں گے۔ آپ خود سوچو میرے دل میں کوئی بچپن سے بسا ہوا ہے تو میں کسی اور سے شادی کر کے اپنی اور سامنے والے کی زندگی کیوں برباد کروں۔ آپ میرے جذبات سمجھو بھیا، پلیز۔۔۔ میں اُن کے بناء زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ میں آپ کے پیر پڑھتی ہوں، بھیا! سب نے مجھ سے نظریں پھیر لی ہیں، آپ تو ایسا نہ کرو بھیا۔ آپ کو قسم ہے اگر آپ ارحان کو میرا نہ ہونے دیں تو پلیز مجھے موت کے گھاٹ اُتار دیجیے، میں بہت بد اخلاق اور بد تمیز ہو گئی ہوں جس کی وجہ سے سب کو ٹھیس لگ رہی ہے۔"

اُس کی سسکیاں اور گڑگڑانے میں وہ تاثیر آ چکی تھی کہ پتھر کے مجسمے بھی موم کی طرح پگلنے لگے تھے۔

"ونیزہ! اُس کے پاس نہ زمین ہے نہ جائیداد اور نہ ہی اُس کی تنخواہ ایسی ہے کہ وہ تمہیں خوش رکھ سکتا ہے۔"

" بھیا! وہ مجھے جس حال میں رکھے، میں رہ لوں گی، کسی سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی، بس بھیا مجھے ارحان چاہیے۔ اب آپ ہی سے ایک آخری اُمید ہے۔ آپ اپنی بہن کے اس دامن کو خالی نہ لوٹ آؤ، بھیا۔"

" میں کیا کر سکتا ہوں؟ امی بابا کے خلاف تو نہیں جا سکتا میں۔"

" بھیا! امی بابا کے خلاف ہر گز نہ جاؤ۔ بس اُن کو یہ سمجھاؤ کہ میرے دل میں وہ جگہ جو ارحان کے لئے ہے، کبھی بھی کسی کو بھی نہیں دے سکتی۔ زبر دستی شادی کر کے سب تو خوش ہو سکتے ہوں گے میں نہیں ہو سکتی۔" باہر سے کسی نے آواز دی تو وہ بات کو ادھوری رکھ کر چلا گیا۔

مجھ کو تیری خوبیاں اور خامیاں سب ہیں عزیز

تو مجھے کچھ کچھ نہیں سارے کا سارا چاہیے

کسی طرح کی زور زبر دستی سے ونیزہ کی شادی ارحان سے ہو گئی۔ اس شادی سے صرف دو لوگ ہی خوش نظر آ رہے تھے، ایک ارحان کی ماں، جس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ارحان نے یہ شادی کی تھی اور دوسری ونیزہ، کیونکہ آج اُس نے اپنی جنگ جیت لی تھی۔

وہ گھونگھٹ اُڑھے ہوئے حجلہ عروسی میں ارحان کا انتظار کرنے لگی۔ دل میں بہت سے ارمان مچل رہے تھے، آنکھیں ارحان کو دیکھنے کو ترس رہی تھیں۔ کافی نیند آنے کے باوجود بھی وہ ارحان کی منتظر تھیں۔ رات کے کسی پہر وہ کمرے میں داخل ہوا۔

" اس خوش فہمی میں کبھی مت رہنا کہ میں تمہیں بیوی کا درجہ دوں گا۔ امی تمہیں سارے فتنوں سے نکالنا چاہتی تھیں، اس لئے تمہاری شادی مجھ سے کروادی۔ یاد رکھو! میرے دل میں تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، اور ہاں! اب تم کبھی بھی کسی بھی رشتہ دار سے ملنے نہیں جاؤ گی۔ اگر اس گھر کے باہر قدم نکالا تو واپس آنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" وہ بڑی بے رخی کے ساتھ کمرے کے کونے میں لگے صوفے پر سو گیا۔ ونیزہ پلنگ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ ارحان کا ایک ایک لفظ اُسے تیر کی طرح چبھا تھا۔ پتا ہی نہیں چلا کہ کب اُس کی آنکھ لگ گئی۔

اگلے دن ولیمہ کی تقریب میں لوگ ونیزہ کی خوبصورتی کی تعریف کرنے لگے، اور ونیزہ بھی سبھی سے خوشی خوشی مل رہی تھی جیسے اُسے دنیا کی ساری نعمتیں میسر آگئی ہوں، جیسے اُسے کوئی تکلیف ہی نہ ہو۔

دل ٹوٹ بھی جائے تو ہنستی رہتی ہیں
کتنی منافق ہوتی ہیں یہ مشرقی لڑکیاں

کوئی آنکھ وہاں ایسی موجود نہیں تھی جو ونیزہ کے اندر جھانک کر دیکھے کہ اندر کتنا دکھ سما گیا ہے۔ ونیزہ کا لوگوں سے خوش ہو کر ملنا اور لوگوں کا ونیزہ کی تعریف کرنا، ارحان کو ذرا بھی پسند نہیں آیا۔ اُس پر تو جیسے حسد کا سانپ لوٹ رہا تھا۔ غصہ سے اُس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

رات کمرے میں آنے کے بعد تو اس کا غصہ پروان چڑھ گیا جس کی وجہ سے وہ حیوان بن چکا تھا۔ وہ بیلٹ لیکر ونیزہ کو بے تحاشہ مارنے لگا۔ نجانے کس مٹی کی بنی تھی۔ بس سہتی رہی، جسم میں جگہ جگہ سے خون نکل رہا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی قطاریں جاری ہو گئی تھیں، لیکن پھر بھی اُس کی زبان سے آہ تک نہ نکلا۔

اگلے دن ارحان نے اپنی بہن صوفیہ کو اپنے گھر بلالیا۔ صوفیہ کو خاص ہدایت دی کہ ونیزہ پر نظر رکھی جائے، اور جتنا ہو سکے اس سے کام لیں۔

اب صوفیہ بھی طرح طرح سے ونیزہ کو تکلیفیں دینے لگیں۔ ونیزہ کا فون پر کسی سے بات کرنا سخت منع تھا۔ اُس کا موبائل بھی چھین لیا گیا۔ وہ بیچاری اب بھائی بہنوں سے بھی بات نہیں کر پاتی تھی۔ والدین نے تو ارحان سے شادی پر اپنے تعلقات ونیزہ سے ختم کر لئے تھے۔ سب کے رہتے ہوئے بھی وہ دنیا میں تنہا ہو گئی تھی۔

صبح نماز کے بعد گھر کی صفائی، برتن دھونا، کھانا بنانا اور صبح کا کھانا 12 بجے کھانا۔ پانی بھرنا، کپڑے دھونا، دھوئے ہوئے کپڑوں کو استری کر کے الماری میں جمانا۔ پھر گھر کی صفائی، برتن، اور شام کا کھانا بنانا۔ یہی اس کا روزآنہ کا معمول بن چکا تھا۔ ارحان کی ماں ونیزہ کی بڑی ہمدرد تھیں۔ ونیزہ کی حالت اُن سے چھپی نہیں تھی۔ ونیزہ کی حالت کی ذمہ دار وہ خود کو مانتی تھی۔

صوفیہ ہر شام اپنے بھائی کو ونیزہ کی کوئی نہ کوئی شکایت لگا کر اُسے مار کھلواتی۔ اب ونیزہ کی حیثیت اُس گھر میں کچھ نہیں تھی۔ ارحان ایک بلی کے بچے کو گود میں لیکر سہلاتا تو ونیزہ کے دل میں ایک ٹھیس سی اُٹھتی کہ کاش وہ بلی کا بچہ ہوتی اور ارحان اُسے اس طرح پیار کرتے۔ وہ اپنے آپ کو بلی سے بھی کم تر سمجھنے لگی تھیں۔ وہ اپنے سکھ دکھ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی تھیں، ارحان نے اُس کے لئے گھر کا ایک کونا متعین کیا ہوا تھا۔ وہ گھر کا سارا کام کرتیں اور کمرے میں چلے جاتیں۔

ہاں! میں آئینہ ہوں اُس کا
وہ میرے سامنے سنورتی ہے

"السلام وعلیکم" کسی نے ونیزہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اُسے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو نوشین آپ؟"

"میں تو ٹھیک ہوں، میری جان! لیکن ونیزہ تمہاری یہ کیا حالت ہے؟ سب خیریت سے تو ہے ناں۔" وہ ونیزہ کی حالت کو دیکھ کر تعجب سے پوچھنے لگی۔

"ہاں، نوشین میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ بتاؤ اب یاد آئی میری...."

"ونیزہ! تمہاری یاد تو ہر دن آتی تھی، لیکن فائنل ائیر تھا، پڑھنا بہت تھا، اس لئے کہیں آئی نہ کہیں گئی۔ ابھی کل ہی ریزلٹ آیا میرا۔ آخر کار میں ڈاکٹر بن ہی گئی۔"

"نوشین! آپ کو اندازہ نہیں کہ میں کتنی خوش ہوں آج۔ بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔"

"ونیزہ! تم مجھے ڈاکٹر بنی دیکھنا چاہتی تھیں، یہ تمہاری ہی دعائیں ہیں کہ میں آج ڈاکٹر بن گئی۔"

"آچھا ڈاکٹر صاحبہ! اگر کبھی ضرورت ہو تو آپ میرا علاج بھی کرو گی ناں، اور ہاں میں آپ کو فیس بھی نہیں دوں گی۔" وہ مسکرانے کی اداکاری کر رہی تھی۔

"وثیزہ! تم تو میری جان ہو۔ خدانہ کرے کہ آپ کو کبھی ڈاکٹر کی ضرورت محسوس ہو۔ وثیزہ! تمہارے الفاظ تمہاری حالت کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں۔ بولو! پلیز کیا ہوا؟"

" ہاں ہاں بولو کہ ہم تمہیں دن رات نوکرانیوں کی طرح کام لگاتے ہیں، بھیا تمہیں بہت مارتے ہیں۔ اس گھر میں بہت ظلم ہوتا ہے تم پر۔" صوفیہ کہیں سے آکر درمیان میں بول پڑی۔

"صوفیہ یہ کیا بدتمیزی ہے، اپنے کمرے میں جاؤ۔" صوفیہ کی ماں نے اُسے ڈانٹ کر اپنے کمرے میں بھیج دیا اور وثیزہ کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر لیا۔ نوشین حیرت سے وثیزہ کو تکتے رہ گئی۔

"وثیزہ! حالات یہاں تک پہونچ گئے اور تم نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں سمجھا۔ اتنا ظلم سہنا تمہیں پسند ہے کیا؟"

"جس سے محبت ہوتی ہے اُس کی پسند کو اپنی پسند بنا لیتے ہیں۔ اور اُس کی خوشی میں اپنی خوشی تلاش کرنی چاہیے۔"

" وثیزہ! اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی ایسا کہہ رہی ہو۔"

"نوشین! مجھے خوشی تو اس بات کی ہے کہ میں نے ارحان کو حاصل کر لیا، اور وہ صرف اور صرف میرے ہیں۔"

"ایسے انسان کے ساتھ زندگی کیسے بسر کی جا سکتی ہے جو بے انتہا بُرے ہوں۔"

" ارحان بہت بہت اچھے انسان ہیں، اُن جیسا پیارا انسان تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے بھی لوگ بُرے نہیں ہوتے، کبھی کبھی اچھے لوگوں پہ بُرا وقت آجاتا ہے۔"

"کتنا دفع کروگی وثیزہ اُس کا، تم سچ مچ پاگل ہو چکی ہو۔"

"وہ محبت ہی کیا جس میں پاگل پن نہ ہو۔"

"ہم بھی محبت کرتے ہیں، لیکن ہم میں پاگل پن نہیں ہیں۔"

"پھر تو نوشین آپ محبت نہیں کرتیں۔ خیر! یہ بتاؤ کیسے ہیں عمران بھائی؟ کب کر رہی ہو آپ اپنے پسندیدہ کزن سے شادی؟" اُس نے باتوں کا رخ بدل دیا۔

"ارے ہاں! میں اپنی شادی کا کارڈ ہی تو دینے آئی تھی۔ تمہاری باتوں میں بالکل بھول ہی گئی۔ اگلے مہینے ہے میری شادی اسی شہر میں، تمہیں اور ارحان کو کسی بھی حالت میں آنا ہے۔"

"ان شاء اللہ، کوشش کریں گے۔"

”ٹھیک ہے میں چلتی ہوں، بہت کام ہے۔ ونیزہ کبھی بھی میری ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ سکتی ہو۔“
” ہاں! نوشین آپ کو ہی تو بولوں گی، اور آپ سے اُمید ہے کہ آپ مجھے ناراض نہیں کرو گی۔“
”ان شاءاللہ، ضرور.... اب اجازت دو، اللہ حافظ۔“

مجھ سے کیا گلہ تم کو اتنے بدگمان کیوں ہو تم؟
میں نے تم کو چاہا ہے، تم سے کچھ نہیں چاہا

عزت عورت کو دیئے جانے والے تحفوں میں سب سے قیمتی اور نایاب تحفہ ہے، مگر اتنا قیمتی اور مہنگا تحفہ دینا ہر مرد کے بس کی بات نہیں۔

جب سے ارحان اور ونیزہ کی شادی ہوئی، گھر سے سکون جیسے مکمل ختم ہو گیا۔ ونیزہ تو ہمیشہ خاموش رہتی، لیکن ارحان اپنے ہر پریشانی کا ذمہ دار ونیزہ کو مانتا۔

”آپ بہت پریشان لگ رہے ہو آج، کیا بات ہے؟“ وہ ارحان کے قریب ہوتے ہوئے کہنے لگی۔

”تمہاری وجہ سے یہ ساری پریشانیاں آرہی ہیں اے ذلیل عورت۔ کہاناں مجھ سے کبھی بات نہ کرنا۔“ اُس نے ونیزہ کو دھکا دے کر گرا دیا۔

”تم میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتیں تا کہ میری پریشانیاں ختم ہو جائے۔“ اُس نے اپنے الفاظ مکمل کئے اور باہر نکل گیا اور ونیزہ آنسو بہاتے رہ گئی۔

ایک لڑکی اپنا سب کچھ چھوڑ کر شوہر کے ساتھ آجاتی ہے۔ محض شوہر کی خوشی کی خاطر اپنا سب کچھ شوہر پر لٹا دیتی ہے۔ ایسی لڑکیاں مشرق کے علاوہ کہیں نہیں ملیں گی جو ظلم کو بھی حقوق کا حصہ سمجھتی ہیں۔

فون کی گھنٹی کے بج رہی تھی کہ صوفیہ نے ریسیو کر لیا۔

”ہیلو، یہ ارحان صاحب کا گھر ہے؟“ فون کے دوسری جانب سے کسی نے پوچھا۔

”جی ہاں، لیکن بھیا گھر پر نہیں ہیں۔“

"آپ کون بات کر رہی ہیں؟"

" میں صوفیہ بات کر رہی ہوں، ارحان کی بہن۔"

"اچھا، کیا آپ ونیزہ سے بات کروا سکتی ہو؟"

"جی نہیں، بھیا نے اُنہیں کسی سے بھی بات کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں مجھ سے بھی کہہ سکتے ہیں۔"

"صوفیہ جی! میں ڈاکٹر عمران بول رہا ہوں۔ ونیزہ کی دوست نوشین کا شوہر۔"

"جی عمران بھائی، میں جانتی ہوں آپ کو۔"

"صوفیہ! ارحان کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے، اتفاق سے ہمارے ہی ہاسپتال میں ہے، کافی خون بہہ چکا ہے اگر جلد سے جلد خون نہ ملا تو اُنہیں بچا پانا مشکل ہو جائے گا۔" صوفیہ جیسے سکتے میں آ گئی، اُسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے وہ فوراً ونیزہ کے کمرے میں گئی جہاں ونیزہ ایک کونے میں بیٹھے آنسو بہا رہی تھی۔

" تم منحوس ہو، یہ تو ہم جانتے ہی تھے لیکن اتنی منحوس ہو اس کا پتا آج ہی چلا۔" وہ غصے میں کہے جا رہی تھی۔

"صوفیہ! میں نے اب کیا کیا؟ "اُس نے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

" اب بچا ہی کیا ہے کرنے کو؟ تم کہیں چلے کیوں نہیں جاتی، ہماری زندگی سے دور...." صوفیہ کمرے سے نکل گئی، اور ونیزہ کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔

کچھ دیر بعد ونیزہ جب اپنے کمرے سے نکلی تو گھر میں کوئی نہیں تھا۔ تقریباً 5 گھنٹے بعد ایک فون آیا۔ ونیزہ کے علاوہ گھر میں کوئی تھا ہی نہیں اس لئے ونیزہ نے ہی فون ریسیو کیا۔

"ونیزہ، فوراً گھر کو لاک کر کے باہر آ جاؤ، میں باہر کار میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"نوشین! سب خیریت تو ہیں ناں؟" اُسے بے چینی ہونے لگی۔

"صوفیہ نے تمہیں کچھ بھی نہیں بتایا۔"

"نہیں تو، بولو نوشین کیا ہوا؟"

"تم گھر لاک کر کے باہر تو آ جاؤ، میں باہر ہی ہوں، ذرا جلد پلیز۔"

"لیکن میں نے ارحان سے اجازت نہیں لی ہے۔"
"ارحان کے ہی متعلق ہے؟وہ تمہیں اجازت نہیں دے سکتے۔ بعد میں معافی مانگ لینا۔ جلدی آجاؤ۔"
"ٹھیک ہے، آرہی ہوں۔" وہ گھر لاک کر کے باہر چلی گئی، جہاں نوشین اُسکی منتظر تھیں۔ وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کہیں چلے گئے۔"

سورج کو جاگنے میں ذرا دیر کیا ہوئی
چڑیوں نے آسمان ہی سر پر اُٹھالیا

ارحان کو ہاسپتال میں داخل کئے ہوئے تقریباً30 گھنٹے گزر چکے تھے۔ ابھی تک اس کے بارے میں معلوم نہیں ہوا تھا کہ کیا پروگریس ہے۔

صوفیہ اپنی ماں کے ساتھ ہاسپتال کے ویٹنگ روم سے باہر آئی، ڈاکٹر عمران اُسے سامنے ہی مل گئے۔

"عمران بھائی! بھیا، کی اب کیا حالت ہے؟" اپنی ماں کو صوفے پر بیٹھا کر وہ عمران کی جانب لپکی تھیں۔

"اب آپ کے بھیا خطرے سے باہر ہیں، ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر میں اُنہیں ہوش بھی آجائے۔" کافی صبر وضبط کے باوجود بھی عمران کے آنسو چھلک پڑے۔

"عمران بھائی! کچھ تو ہے جو مجھ سے چھپایا جارہا ہے، پلیز بولیے ناں کیا ہوا، بھیا کو۔" عمران کے آنکھوں کی نمی نے اُسے سوال کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"موت کے منہ تک گئے تھے تمہارے بھیا، اُنہیں بہت سا خون چاہیے تھا، اللہ نے ایسا وسیلہ بنایا کہ آپ کے بھیا ،واپس زندگی کے آغوش میں آگئے، سمجھو کوئی معجزہ ہو گیا۔"

" میرے بھیا تو ہیں ہی اتنے اچھے، اللہ بھلا کرے اُس کا جس نے میرے بھائی کے لئے خون دیا۔ لیکن پتا نہیں وہ کونسی گھڑی تھی کہ اُس منحوس وینزہ کا سایہ اُن پر پڑھ گیا، اللہ بچائے ہر کسی کو ایسی ڈائین عورت سے۔" وہ اپنے آپ میں بڑ

بڑ آئے جا رہی تھی کہ پیچھے سے ڈاکٹر نوشین، ارحان کو ویل چیر (Wheel Chair) پر لیکر آ گئی۔ اُس سے اپنی دوست ونیزہ کی بُرائی برداشت نہیں ہوئی۔ وہ اپنے شوہر عمران کے بازو آکر کھڑی ہو گئی اور صوفیہ کو جواب دینے لگی۔

"صوفیہ! تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری دوست کو منحوس کہنے کی۔ ایسی لڑکی تو لاکھوں میں سے کسی ایک خوش قسمت کو نصیب ہوتی ہے، تم نے اُس کی کوئی قدر نہ کی۔ اور دعائیں کس کو دے رہی تھیں صوفیہ۔۔۔۔" نوشین کا بھی صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا، اُس کی آنکھیں سے گرم پانی کے ریلے نکل رہے تھے۔

"نوشین! صبر کرو، کنٹرول کرو، زبان سے کوئی ایسے الفاظ نہ نکالو جس کے نہ نکالنے کا تم نے کسی سے وعدہ کیا ہے۔" وہ نوشین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔

"عمران، یہ وعدہ میں توڑتی ہوں، مجھے اس کی جو بھی سزا ملے منظور ہے۔ ان کو پتا ہونا چاہیے کہ ونیزہ کیا چیز ہے؟" وہ ارحان کی سمت لپکیں۔

"ارحان۔۔۔! یہ نام اور اس نام کی تعریفیں ونیزہ سے بہت سنتے آئی تھی، ونیزہ کہتی تھی کہ میرا ارحان کروڑوں میں ایک نایاب ہیرا ہے، آج دیکھ رہی ہوں، تم تو کانچ بھی نہیں ہو۔ سوچا ہے کبھی اُس بیچاری نے سب سے لڑ کر تمہیں حاصل کیا تھا، وہ سب سے کٹ کر زندگی گزار رہی تھی، ایسی زندگی جو کتوں کی زندگی سے بھی بدتر تھی۔ تم اُس کو مارتے، وہ روتے رہتی، ان سب کے باوجود بھی وہ خاموش رہی، اُس نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ جب لوگ اُس سے پوچھتے کہ تمہیں اولاد کیوں نہیں ہوئی؟ اُس نے کبھی یہ نہ کہا کہ تم نے اُسے کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا، اُس کا جواب یہ ہوتا کہ وہ بانجھ ہے۔ اتنی قربانیوں کے باوجود بھی دل نہ بھرا تو آ گئی جان دینے، ورنہ کون دیتا تمہیں اتنا خون۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ بحیثیت ڈاکٹر کبھی اُس کے کام آسکوں اتنا خون لینا ہمارے پیشہ میں جرم ہے۔ اُس نے تمہیں بچانے کی خاطر اپنی جان داؤ پہ لگادی، اور تم لوگ اُسی معصوم کو منحوس کہتے ہو۔ شرم آنی چاہیے تم لوگوں کو۔" اُس کے آنکھوں سے پھر آشک جاری ہو گئے۔ عمران اُسے تسلی دینے لگا۔ صوفیہ کی آنکھوں کے سامنے آندھیرا چھا گیا، وہ کسی چیز کا سہارا لیکر صوفے پر بیٹھ گئی، آج شاید وہ اپنے آپ کو مجرم مان چکی تھی۔ ارحان اُٹھ کھڑا ہوا، اس کی بھی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں، آج شاید اُسے اپنے کئے پر ندامت ہو رہی تھی۔

"نوشین! کہاں ہے میری ونیزہ؟" اُس کی آواز میں بہت اپنائیت آچکی تھی۔

"کیوں، اُس میں بچی ہوئی جان بھی لینے کا ارادہ ہے کیا؟"

"نوشین! بتا دو ارحان کو کہ ونیزہ کہاں ہے، ورنہ وہ کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر پائیں گے۔" عمران نوشین کو سمجھاتے ہوئے کہنے لگا۔

وقت بھی عجیب کھیل کھیلتا ہے، کل تک جس کو ایک نظر بھی دیکھنا پسند نہیں تھا، آج آنکھیں ترس رہیں تھیں اُس کو دیکھنے کی خاطر۔

هم کر نہ سکے کبھی اُس سے اظہار محبت

بس اس ڈر سے کہ کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے

وہ اُس کمرے کے دروازے میں کھڑے ہو کر ونیزہ کو دیکھ رہا تھا جس میں ونیزہ ایک بیڈ پر بے ہوش لیٹی ہوئی تھی، اندر جاکر دروازہ بند کر کے اُس نے ہمت کی، قدم بڑھائے اور ونیزہ کے پاس جا پہنچا۔ ونیزہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے چھوٹے بچوں کی طرح زار و قطار رونے لگا۔

"کیا ہوا ارحان، آپ رو کیوں رہے ہو؟" ونیزہ کو ہوش آتے ہی اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"ونیزہ.... مجھے معاف کر دو، میں نے آپ کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے، بہت ظلم ڈھایا ہے آپ پر، شاید میں ہی دنیا کا سب سے ذلیل انسان ہوں۔" اُس کے آنسو تھم نہیں رہے تھے۔ آج ارحان کو اعتراف کرتے ہوئے پا کر ونیزہ تڑپ اُٹھی، اُس کے بھی آنسو نکل آئے۔

"بس! ارحان، اب ایک لفظ بھی مت کہیے۔" اُس نے ارحان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ انگلیوں کا لمس پا کر وہ بے چین سا ہو گیا، اتنی سچی، پاکیزہ اور بے لوث محبت چھوڑ کر نہ جانے وہ کیاں بھٹک گیا تھا۔

"تم کہتی تھی ناں کہ پیسوں سے چیزیں خریدی جاسکتی ہیں خوش نصیبی نہیں۔ کل جب آپ مجھے حاصل کر کے اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہی تھیں، آج میں آپ کو پا کر اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہا ہوں، پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں آپ سے بہت بہت محبت کرتا ہوں، آئی، لو، یو (*I Love You*)" اُس نے بلا جھجک کہہ دیا۔

تم کو چاہا تو محبت کی سمجھ آئی
ورنہ اس لفظ کی تعریف سنا کرتے تھے

"ارحان! پھر سے بولو ناں...."

"آئی، لو، یو (I Love You) "

"ارحان، آپ نے بہت دیر لگا دی یہ کہنے میں۔ خیر! آج میں بہت زیادہ خوش ہوں کہ میرا مقصد آج تکمیل کو پہنچا، اور میں کامیاب ہوگئی۔" اُس کے چہرے پر ایک دل موہ لینے والی مسکراہٹ تھی۔

"ونیزہ! آپ نے مجھے معاف کیا ناں۔"

"سوئیٹ ہارٹ، میں نے کبھی آپ کی کسی بات کا بُرا مانا ہی نہیں تو معافی کیسی۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، میری جان۔"

"لیکن میں نے آپ پر ہاتھ بھی اُٹھایا ہے۔" وہ اپنے کئے پر بہت شر مسار تھا۔

"وہ تو آپ کا حق تھا۔ آپ مجھ پر ہاتھ اُٹھاتے تو مجھے بہت اچھا لگتا، کیونکہ اسی بہانے آپ کا ہاتھ مجھے چھو تو لیتا۔"

ارحان کو آج معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کتنا خوش قسمت انسان تھا۔ خدا نے اُسے زمین پر ہی فردوس دے دی تھی لیکن وہ ایسی رفیقِ حیات تو حقیقی زندگی میں کسی کسی کو مل سکے گی۔

" ارحان! مجھے اپنے ہاتھوں سے ذرا سا پانی پلا دو ناں۔" جیسے مدتوں سے اُس کی حسرت رہی ہو۔

" ارحان! ایک اور خواہش ہے پوری کرو گے؟"

" ونیزہ! ایک لاکھ خواہشیں بھی ہوں تو پوری کروں گا۔"

" مجھے اپنی بانہوں میں بھر لو۔ شاید پھر کبھی ایسا نہ کر سکو گے۔"

" ونیزہ! ایسا مت کہو پلیز۔" اُس نے ونیزہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

" ارحان، وعدہ کرو کہ رات بھر باہر نہیں رہو گے، وقت پر کھانا کھا لو گے اور اپنی صحت کا خیال رکھو گے۔"

" ہاں! ونیزہ ان شاء اللہ۔"

" ارحان! اب آپ کو مجھ سے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اب آپ جس سے چاہیں شادی کر لیں، لیکن یاد رہے جنت میں میں ہی آپ کے ساتھ رہوں گی۔ کیونکہ میں آپ کی ہی مٹی سے بنائی گئی ہوں، آپ کا پیچھا تو چھوڑوں گی نہیں۔"

" ونیزہ! آپ ہمیشہ ہمیشہ میری ہی رہو گی۔"

" ہاں! میری جان.... اللہ آپ کو سلامت رکھے، ہمیشہ خوش رکھے۔"اُس کی سانس پھُول رہی تھی، پھر بھی اُس نے الفاظ کو جاری رکھا۔

" اےَ میرے رب! میرے اس ارحان کی حفاظت فرمانا۔ میں اپنی جان تجھے سونپ رہی ہوں۔"اُس کا ہاتھ ارحان کے ہاتھوں میں تھا، چہرے پر ایک مسکراہٹ، آنکھیں ارحان کو دیکھ رہی تھیں کہ اُس نے ارحان کی بانہوں میں دم توڑ دیا۔" ارحان کے آنسو ونیزہ کے چہرے پر گر رہے تھے۔ آج اُس نے ونیزہ کو پانے کی خواہش کی تھی اور آج ہی وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ وہ بھول گیا تھا کہ وہ ونیزہ نہیں ارحان ہے جب بھی کوئی چیز پانے کی کوشش کرتا تو اُسے کھو دیتا۔ زندگی میں کچھ چیزیں صرف خواہش کرنے کے لئے ہوتی ہیں، وہ کبھی ملتی نہیں ہیں۔ آج روئے زمین پر ارحان سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا جا چکا تھا۔

ارحان کو جو زخم ونیزہ کی جدائی سے لگا تھا، اُسے کوئی مرہم نہیں بھر سکتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وقت زخم بھر دیتے ہیں، در حقیقت زخم بھرتے نہیں ہیں اُنہیں سہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

زندگی میں ایسا بھی کوئی ہوتا ہے جو وعدہ تو نہیں کرتا لیکن سب کچھ نبھا لیتا ہے۔ یہی ہوتا ہے **رفیقِ حیات**.........

" ہر لکھی ہوئی بات کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا، کیونکہ لکھنے والا **احساس** لکھتا ہے اور لوگ صرف **الفاظ** پڑھتے ہیں۔"

(- ڈاکٹر سید بلال ارمان)

ختم شدہ

کچھ ناول نگار کے بارے میں....



ہندو پاک میں جہاں جہاں اُردو کا نام لیا جاتا ہے۔ وہاں ڈاکٹر سید بلال ارمان صاحب کا نام بھی بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ارمان صاحب کو بچپن ہی سے اُردو میں کافی دلچسپی تھی۔ بچپن سے اُن کی تحریریں حیدرآباد سے شائع ہونے والے اخبارات جیسے، سیاست میں "بچوں کا صفحہ"، منصف میں "گلدستہ" اور "مینارہ نور" کی زینت بنتی رہی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی ناول "شریکِ حیات" اُس وقت شائع ہوئی جب اُن کی عمر 15 برس کی تھی۔ یہ ناول بہت زیادہ مقبول رہی۔ اُس کے بعد اُن کی ناولیں مقدس آنسو، خاموش لمحے، بے جان سسکیاں، دوپٹہ بنا گھونگھٹ، تجھ پہ فدا آخری سانس تک، بس تم کو پانا ہے، بیتابیاں، آنچل کی ہوا، مجبور محبت نے تو اُردو دنیا میں تہلکا مچا دیا۔

ناول کے علاوہ اُنہوں نے افسانے، غزلیات اور کئی اسلامی کتب بھی لکھی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے طلباء کے لئے ریاضی کے حیرت انگیز طریقے ایجاد کئے۔ جس کی مدد سے کوئی بھی طالب علم ریاضی کا سوال صرف چند سیکنڈوں میں حل کر لیتا ہے۔

ایک کتاب "The Amazing Magical Mathematics" کی کئی جلدیں اُنہوں نے لکھ دی ہیں۔

وہ آج کل طلباء کے حلقے میں ڈاکٹر میتھس "Dr. Maths" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ وہ بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی ایک عام اور سادہ زندگی کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

کافی عرصہ کے بعد اُنہوں نے یہ ناول "رفیقِ حیات" لکھی ہے۔ اُمید ہے کہ ڈاکٹر ارمان صاحب کی اس ناول کو بھی وہی مقام ملے گا جو پہلے کی ناولوں کو ملا تھا۔

ناز بک سپلائی کمپنی، دریا گنج، نئی دھلی۔